نمبر ۱۳۵ رجسٹرڈ ایل

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَاءُ — عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

غلام احمد قادیانی

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

559

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں تین بار — فی پرچہ تین پیسے — قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ... ششماہی ... سہ ماہی ...

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۱۲۶ | مورخہ ۱۶ مئی سنہ ۱۹۲۵ء | یوم شنبہ | مطابق ۲۲ شوال سنہ ۱۳۴۳ھ | جلد ۱۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور تمام خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بخیر و عافیت ہے (۲) مولوی عبد السلام صاحب ابن حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ معہ اپنی اہلیہ صاحبہ اپنے سسرال کے ہاں علاقہ بنگال میں گئے ہیں (۳) جناب مفتی محمد صادق صاحب کی جگہ جنہوں نے تین ماہ کی رخصت لی ہے جناب میر محمد اسحٰق صاحب جنرل سکرٹری صدر انجمن احمدیہ مقرر ہوئے ہیں (۴) امید ہے یہ خبر خوشی کے ساتھ سنی جائیگی۔ کہ غیر احمدیوں کی طرف سے چند احباب پر بلوہ کا جو مقدمہ دائر تھا۔ وہ خارج ہو گیا ہے مفصل حالات اسی اخبار کے آخری صفحہ پر ملاحظہ ہوں (۵) جناب مستری محمد موسیٰ صاحب لاہور کی اہلیہ صاحبہ نے جو بہت مخلص تھیں۔ ۱۴ مئی کو بعمر ساٹھ سال لاہور میں وفات پائی۔ اسی دن بذریعہ موٹر ان کا جنازہ دار الامان میں لایا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جنازہ پڑھایا اور مرحومہ مقبرہ بہشتی میں دفن کی گئیں۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔

طلباءِ مدرسہ احمدیہ سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا خطاب

اعلیٰ درجہ کے اردو لٹریچر کے مطالعہ کا ارشاد

طلباء مدرسہ احمدیہ نے طلباء مولوی فاضل کلاس کو جو دعوۃ دی اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حسب ذیل تقریر فرمائی:-

مدرسہ احمدیہ

جسکی بنیاد ابتداً حضرت مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کی وفات پر ان کی یادگار کے طور پر قائم کی گئی تھی۔ اور اسی طرح مولوی برہان الدین صاحب جہلمی کی اسے یادگار قرار دیا گیا تھا۔ اور بعد میں اسکو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار قرار دیا گیا۔ کیونکہ درحقیقت ہمارا تبلیغی مدرسہ اور کالج

بہترین یادگار

اسی انسان کی ہو سکتا ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس کام کے لئے کھڑا کیا۔ اسکی تعلیمی تاریخ کے کئی دور گذرے ہیں اور ہم جن حالات میں سے گذر رہے ہیں۔ انکو مدنظر رکھتے ہوئے

مختلف اوقات میں تغیر

کا پیدا ہونا کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ پہلے پہل اس مدرسہ میں ایسے رنگ میں کورس رکھا گیا۔ جس میں پرانی کتب مروجہ کو جاری کیا گیا تھا۔ پھر اس میں تغیر ہوا۔ اور زیادہ تر اس کی بنیاد درس نظامیہ پر رکھی گئی۔ کچھ عرصہ کے بعد پھر تغیر ہوا۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور یہ ضروری سمجھا گیا۔ کہ نئے طریق کی طرف تعلیم کو پھیرا جائے اور مصر کی بعض جدید کتب کو رکھا جائے۔ لیکن اس میں بھی کورس کی کتابیں اتنی زیادہ رکھی گئیں۔ کہ تعلیم مقررہ وقت میں ختم نہ ہو سکتی تھی۔ سال گذر جاتا۔ مگر کورس کا معتدبہ حصہ باقی رہ جاتا۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ یہ کورس مقرر کرنے میں مدرسوں کی رائے بھی تھی۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں۔ کہ ان کی سستی اور کوتاہی کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ کورس کے زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کا بہت سا حصہ باقی رہتا۔ مدرسوں نے نیک نیتی کے ساتھ اس کورس کے مقرر کرنے میں رائے دی تھی کیونکہ وہ چاہتے تھے۔ کہ زیادہ سے زیادہ کتب پڑھائیں۔ مگر وقت کی کمی کی وجہ سے نہ پڑھا سکے۔ پھر پانچ سال کے قریب عرصہ ہوا

ایک اور تغیر

ہوا۔ مدرسہ میں انگریزی۔ اردو۔ حساب۔ جغرافیہ اور سائنس کی تعلیم کو بھی شامل کیا گیا۔ اس نئے دور کے ماتحت جو تعلیم دی گئی۔ اسے حاصل کرنیوالے طلباء اس سال نکلیں گے اس وجہ سے مدرسہ احمدیہ کے جو طلباء اس سال مولوی فاضل کے امتحان کے لئے جارہے ہیں۔ وہ

پہلے دور کی آخری جماعت

اور اس دور کی یادگار ہیں۔ ہم ابھی نہیں کہہ سکتے کہ تعلیم کا کونسا دور بہتر ہے۔ کیونکہ ابھی ہمارا تجربہ کافی نہیں ہوا۔ لیکن ایک بات یقینی ہے۔ اور وہ یہ کہ خدا کے فضل سے مدرسہ احمدیہ کے طلباء ہر سال بہتر حالت میں نکل رہے ہیں۔ اور یہ ہمارے لئے بہت خوشی کی بات ہے۔ دراصل تعلیمی کورس کچھ نہیں کیا کرتے۔ کورس بطور مدد کے ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہر ایک استاد اتنی قابلیت نہیں رکھتا۔ کہ ہر طالب علم کی نگہداشت کر سکے۔ اور یہ سمجھ سکے۔ کہ اسے کس طرح تعلیم دینی چاہیئے۔ تا وہ کامل بن سکے۔ چونکہ ہر استاد میں اور ہر وقت یہ قابلیت نہیں ہوتی۔ اس لئے کوشش کی جاتی ہے کہ ایسے سامان ہوں۔ جنکی وجہ سے اگر استاد کی طرف سے غفلت بھی ہو۔ تو تعلیم میں نقص نہ ہو۔ اور اگر قابلیت نہ رکھے۔ تو بھی نقص نہ آئے۔ پس

کورسوں کا تغیر

تعلیم کے لحاظ سے کوئی بڑی بات نہیں۔ اگر استاد یہ مدنظر رکھیں کہ ہمیں طلباء کو کیا بنانا ہے لیکن پھر بھی چونکہ کورس کا اثر ہوتا ہے۔ اسلئے ضروری ہے۔ کہ مختلف دوروں پر غور کریں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ مدرسہ کی تعلیم ہر سال بہتری کی طرف جارہی ہے۔ اور میرے نزدیک جب سے یہ سکول قائم ہوا ہے۔ بعض حالات سے قطع نظر کرتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ اس کا

قدم ترقی کی طرف

بڑھ رہا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ اگر اس کا انتظام طبعی طریق پر جاری رہا۔ تو ایک دن ایسا آسکتا ہے کہ اس سے ایسے طالب علم نکلیں۔ جیسی کہ ہماری خواہش ہے۔ میں ابھی نہیں کہہ سکتا۔ کہ ایسے طلباء پیدا ہو گئے ہیں یا سکول ایسے راستہ پر چل رہا ہے کہ ایسے پیدا ہو سکتے ہیں۔ مگر یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ ایک دن آنیوالا ہے۔ جب ہم منزل مقصود پر پہنچ سکیں گے۔ اسی وجہ سے میں سمجھتا ہوں۔ ہمارے لئے ضروری ہے۔ اور اساتذہ کے لئے اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ کہ دیکھیں۔ کورس کی کونسی تبدیلی ایسی ہے۔ جس نے لڑکوں پر سب سے اچھا اثر کیا ہے۔

مدرسہ کا موجودہ کورس جس کی آخری جماعت اس سال نکلیگی۔ اور جس کے ایک طالب علم نے اس وقت ایڈریس پڑھا ہے۔ اس جماعت کے طلباء کو آداب مجلس کی واقفیت۔ جنرل نالج ہے۔ اور دوسرے مروجہ علوم سے آگاہی ہونی چاہیئے۔ اور زبان بھی شستہ ہونی چاہیئے جیسے بتایا ہے

مدرسہ احمدیہ ترقی کر رہا ہے

لیکن بحیثیت مجموعی میرے نزدیک زبان کے لحاظ سے ایسی ترقی نہیں ہوئی جس کے متعلق کہہ سکیں۔ کہ ہمارے فارغ التحصیل طلباء ملک کے ہر طبقہ تک اپنے خیالات پہنچا سکتے ہیں آج ہی میں ناظر صاحب دعوت و تبلیغ سے گفتگو کر رہا تھا۔ میں نے انہیں کہا۔ اپنے واعظین سے کہیں۔ کہ اردو کا مطالعہ کیا کریں۔ حضرت مسیح موعود الف لیلہ اور مقامات حریری کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ آپ اس کام میں بھی اپنا وقت صرف کرتے تھے اور اسوقت صرف فرماتے تھے۔ جب کہ آپ نے دعوے نہ کیا تھا۔ مگر آپ کو الہام ہونے شروع ہو گئے تھے۔ اور آپ مخالفین اسلام کے ساتھ مباحثات کر رہے تھے۔ ایسے وقت میں بھی آپ مطالعہ کے لئے وقت نکالتے تھے۔ اور جب حضرت مسیح موعود اپنے وقت کا ایک حصہ اس کام کے لئے دے سکتے ہیں۔ اور اس کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ تو میں نہیں سمجھتا۔ کوئی اور یہ کس طرح خیال کر سکتا ہے کہ مجھے ایسے مطالعہ کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے خیال میں ہمارے طلباء اور واعظوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ کے

اردو لٹریچر کا مطالعہ

کریں۔ بیٹنے اور کاموں کی وجہ سے اردو لٹریچر کی طرف توجہ نہ کی۔ تو چند ہی دنوں میں نقص محسوس ہونے لگ گیا۔ بعض خیالات جنہیں میں ادا کرنا چاہتا۔ نہ کر سکتا لیکن اس سے پہلے ایسا نہیں ہوتا تھا۔ پھر میں نے مطالعہ شروع کیا۔ تو یہ نقص دور ہو گیا ؎

بے شک اظہار خیالات کا تعلق صحت سے ہے۔ اگر صحت خراب ہو۔ تو خیالات خواہ کتنے ہی اعلیٰ ہوں زبان پر الفاظ ہی نہ آئینگے۔ اسی طرح خیالات کی وسعت علمی قابلیت اور دلائل کی رفعت بھی اظہار خیالات سے تعلق رکھتی ہے۔ مگر اس کا بہت کچھ انحصار لٹریچر کے مطالعہ پر ہے۔ اگر انسان ادیب ہو۔ تو دوسرے موانع کے باوجود کچھ نہ کچھ اپنے خیالات کا اظہار کر سکتا ہے۔

میں آج اس تقریب پر اسی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اردو لٹریچر کا مطالعہ کیا جائے۔ عربی لٹریچر کا مطالعہ تو اس لئے ضروری ہے۔ کہ تا دینی کتب سے واقفیت اور ان باریکیوں کا علم حاصل ہو جائے۔ جو قرآن کریم اور احادیث کے سمجھنے کے لئے ضروری ہیں۔ لیکن لوگوں تک اپنے اپنے خیالات پہنچانے کے لئے ضروری ہے۔ کہ اردو لٹریچر کے مطالعہ کی طرف توجہ کی جائے میں اس کے متعلق متواتر توجہ دلا رہا ہوں۔ شاید سکول کے افسروں کو اس طرف توجہ ہو۔ مگر مجھے تا حال ایسی ترقی نظر نہیں آتی۔ جسے معتدبہ ترقی کہا جا سکے آج کی تقریب سے میں یہی فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں۔ کہ استادوں اور طلباء کو بتاؤں۔ کہ وہ اردو لٹریچر کی طرف توجہ کریں۔ شباب اردو۔ ہزار داستان زمانہ اور اسی قسم کے اور اردو لٹریچر کے جو رسالے شائع ہوتے ہیں۔ اگر ان کو پڑھا جائے۔ تو یہ نہیں کہا جائیگا۔ کہ پڑھنے والے اپنے کام سے غفلت کر رہے ہیں۔ بلکہ یہ کہا جائیگا۔ کہ وہ کوشش کر رہے ہیں۔ کیونکہ وہ دوسروں تک اپنے خیالات عمدگی سے نہیں پہنچا سکتے۔ جب تک

علم ادب سے واقف

نہ ہوں۔

چونکہ اب اذان (نماز مغرب) ہو رہی ہے۔ اسلئے میں اسی نصیحت پر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں جسمیں سب احباب شریک ہو جائیں۔ کہ امتحان کیلئے جانیوالے کامیاب ہوں۔ نہ صرف اس امتحان میں بلکہ ان امتحانوں میں جو آئندہ انہیں پیش آنیوالے ہیں پھر میں ان طالب علموں کے لئے بھی دعا کرتا ہوں۔ جنہوں نے ایڈریس دیا۔ اور ہمیں یہاں بلایا ہے۔ کہ خدا تعالے انہیں حقیقی علم سے حصہ دے۔ اور اپنی رضا کے ماتحت چلائے ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفضل
بسم اللہ الرحمن الرحیم
یوم شنبہ - قادیان دارالامان - ۱۶ر مئی ۱۹۲۵ء

اسلامی فرقوں میں اتحاد کی تحریک

مسلمانوں کو طاقتور بنانے کے متعلق امام جماعت احمدیہ کی تجاویز

ہندو مہاسبھا کے اجلاس منعقدہ کلکتہ میں مختلف خیالات اور مختلف عقائد کے ہندوؤں نے جمع ہو کر جو تجاویز حال میں پاس کی ہیں۔ ان سے متاثر ہو کر مسلمانوں میں پھر ایک بار جوش اور ولولہ پیدا ہوا ہے۔ کہ وہ بھی کوئی ایسی انجمن بنائیں۔ جس میں اسلام کے سب فرقوں کے لوگ شامل ہو کر ان مقاصد کے حصول میں متفقہ کوشش کر سکیں۔ جو بحیثیت مجموعی سب مسلمانوں سے مساوی تعلق رکھتے ہیں۔ اس غرض کے لئے چند آدمیوں نے کوشش شروع کی ہے اور مسلمان اخبارات بڑے زور شور کے ساتھ ایسی انجمن کی ضرورت کو مسلمانوں کے ذہن نشین کرنے کی سعی کر رہے ہیں ؛

اگر ہندو مہاسبھا کی وہ تجاویز جو مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کے تمام فرقوں نے متفقہ طور پر پورش کرنے کے لئے پاس کی ہیں۔ اور جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے۔ ان پر عمل بھی شروع ہو گیا ہے۔ اگر مسلمانوں کو اپنی حفاظت کی طرف متوجہ کر سکیں۔ اور وہ متحدہ مقاصد میں اتحاد و اتفاق کے ساتھ کام کر سکیں۔ تو اسے ہندو مہاسبھا کی بہت بڑی برکت سمجھنا چاہیئے۔ لیکن افسوس کہ مسلمانوں کے اس وقت تک کے حالات اور واقعات اس بارے میں ہمیں کوئی اچھی امید نہیں دلاتے۔ اور ہمارے دل میں امید کی بجائے اس بات کا ڈر زیادہ ہے۔ کہ اس نئی تحریک کا بھی وہی انجام ہو گا۔ جو اسی قسم کی پہلی تحریکوں کا ہو چکا ہے جس کا باعث پہلے کی طرح اب بھی وہی "علماء" ہونگے۔ جنہیں یہ تو گوارا ہے۔ کہ مسلمان کہلانے والے سب کے سب آریہ اور عیسائی ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو گالیاں دینے لگ جائیں۔ اور اسلام پر گندے اور ناپاک اعتراض کرنے والے بن جائیں۔ لیکن یہ پسند نہیں۔ کہ وہ کسی ایسے فرقہ میں منسلک ہو جائیں۔ جسے اگرچہ ان علماء کے بعض عقائد سے اختلاف ہے۔ مگر وہ اسلام کی خدمت اور اس کی اشاعت میں ہمہ تن مصروف ہے۔

کیا وہ علماء جن کے یہ الفاظ ابھی تک فضا میں گونج رہے ہیں۔ کہ احمدی ہونے کی بجائے آریہ یا عیسائی ہو جانا زیادہ بہتر ہے۔ انہیں کوئی قائل کر سکیگا کہ تمہارا یہ خیال صحیح نہیں۔ تم خواہ احمدیوں کو کچھ ہی سمجھو لیکن اسلام کے متعلق ان کی مساعی سے قطع نظر کرنا اور آریوں۔ عیسائیوں کو ان پر ترجیح دینا انتہائی ظلم ہے۔ جس کا بہت کچھ خمیازہ مسلمان بھگت چکے ہیں۔ اور آئندہ بھی اس وقت تک بھگتتے رہینگے۔ جب تک اس کا ازالہ نہ کیا جائیگا۔

اسی طرح بریلویوں اور دیوبندیوں میں جو اختلاف اور انشقاق ہے۔ اور جس کے نہایت شرمناک ثبوت آئے دن ملتے رہتے ہیں۔ وہ بھی اسی خطرہ کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ کہ ان علماء کہلانے والوں اور ساری دنیا کی راہ نمائی کا دعویٰ کرنے والوں کا کسی ایک بات پر خواہ وہ اسلام کے لئے کتنی ہی مفید اور فائدہ بخش کیوں نہ ہو متفق ہونا ناممکنات سے ہے۔ یہی حال دیگر فرقوں کا ہے۔ جو مخالفین اسلام کے متعلق تو کچھ نہیں کرتے۔ اور نہ کر سکتے ہیں لیکن ایک دوسرے کو چیرنے پھاڑنے میں ہر وقت لگے رہتے ہیں۔

ان حالات میں اگر کوئی ایسی انجمن بن سکے۔ جس میں یہ سب لوگ شریک ہو کر ان متحدہ مقاصد کے لئے جو اسلام کے ہر فرقہ سے یکساں تعلق رکھتے ہیں۔ مصروف عمل ہو سکیں۔ تو یہ ہر اس شخص کے لئے جو اسلام سے تعلق رکھتا ہے۔ نہایت خوشی اور مسرت کا باعث ہوگا۔

معلوم ہوتا ہے۔ مسلمان آئے دن کی ناکامیوں اور نامرادیوں سے تنگ آ کر اور برادران وطن کے حملوں سے مجبور ہو کر کوئی نتیجہ خیز کارروائی کرنے کی سخت ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ "زمیندار" جیسا اخبار بھی جس کی ساری عمر فرقہ وارانہ عداوت اور دشمنی کو بھڑکانے اور کسی نہ کسی فرقہ اسلام کے خلاف بیہودہ سرائی کر کے پیٹ پالنے میں صرف ہو گئی ہے۔ اور جس کا اب تک یہی حال ہے۔ وہ بھی اتحاد کی وہ صورت پیش کر رہا ہے۔ جو ہے تو صحیح۔ مگر "زمیندار" کا اپنا طرز عمل ہمیشہ اس کے خلاف رہا ہے۔

560

اخبار مذکور (۲۳ر اپریل) لکھتا ہے:-

"اگر تمام ذمہ وار مسلم رہنما اپنے چند مخصوص معتقدات اور چند مختص خیالات کے بجائے اسلام کے فائدے، اُمّت کی فلاح۔ مسلمانوں کی بہبود اور ہندوستان میں حلقہ بگوشان توحید کے بحیثیت جماعت تحفظ کے مقاصد پیش نظر رکھیں۔ تو یہ اتحاد نہایت آسانی اور سہولت کے ساتھ پایہ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے۔ خالص مذہبی معاملات میں کسی انجمن اور کسی جماعت کے خیالات سے تعرض کی ضرورت نہیں۔ لیکن سیاسی تجارتی اور اقتصادی معاملات میں ایک مشترک نظام عمل کی ترتیب و تدوین کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ ہندوستان کا کوئی مسلمان خواہ وہ کسی گروہ اور کسی فرقے سے تعلق رکھتا ہو۔ اس بات سے اختلاف نہیں کر سکتا کہ مسلمانوں کو آبادی اور افراد جماعت کے تناسب سے ملکی حقوق حاصل ہونے چاہئیں۔ کسی مسلمان کو اس بات سے اختلاف نہیں ہو سکتا کہ مسلمانوں کی موجودہ اقتصادی پستی کا ازالہ ضروری ہے۔ اور ہر مسلم رہنما کا فرض ہے کہ وہ مسلمانوں کو غیر مسلم سرمایہ داروں کے قبضے سے نجات دلائے۔ مالی اعتبار سے انہیں اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل بنا دے۔ اور تجارت کے میدان میں ان کا قدم اگر سب سے آگے نہیں۔ تو کم از کم سب کے برابر رہے۔ پھر ان مشترک اغراض پر تمام مسلمانوں کا مجتمع ہو جانا کیا مشکل ہے؟ تبلیغ میں بھی اسی طرح ایک متحدہ راہ عمل اختیار کی جا سکتی ہے۔ مثلاً داخلی حیثیت سے ہر جماعت کو آزادی حاصل رہے۔ لیکن جب اغیار کے حملوں سے اندفاع یا غیر مسلموں تک پیغام حق پہنچانے کا معاملہ آئے تو تمام جماعتیں متحد ہو جائیں۔ اگر ہر جماعت کے افراد ایک دوسرے کے دوش بدوش خدمات انجام نہ دے سکیں تو میدان عمل کو مختلف دائروں میں منقسم کر دیا جائے اور ہر جماعت کے کارکنوں کی استعداد، استطاعت اور مقدرت کو پیش نظر رکھتے ہوئے مختلف دائرے ان میں متعین کر دیا جائے"۔

اگر ان لائنوں پر متحدہ مقاصد کے لئے تمام اسلامی فرقوں کے اتحاد اور اتفاق کی کوشش کی جائے۔ اور اس میں کسی قسم کے [illegible] کا موقعہ نہ دیا جائے۔ تو فی الواقعہ کامیابی مشکل نہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر مشکل یہی ہے۔ کہ کہنے کو سب کچھ کہا جا سکتا ہے لیکن عمل کے وقت کسی بات کی پروا نہیں کی جاتی۔ اور کوئی عجب نہیں کہ یہی "زمیندار" جو آج تمام اسلامی فرقوں میں اتحاد کی یہ صورت پیش کر رہا ہے۔ وہی عین موقعہ پر اسکی مخالفت پر آمادہ ہو جائے۔

اس موقعہ پر ہم یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ جس امر کی طرف آج ہندو مہا سبھا نے مسلمانوں کو متوجہ کیا ہے اسکی طرف امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ۱۹۲۳ء میں نہایت وضاحت کے ساتھ توجہ دلا چکے ہیں چنانچہ آپ نے ہندو مسلمانوں کے ایک بہت بڑے مجمع میں بریڈلا ہال لاہور میں ہندو مسلمانوں میں اتحاد پر جو لیکچر دیا اس میں مسلمانوں کو طاقتور بننے کی تجاویز بتاتے ہوئے سب سے پہلی تجویز یہ ارشاد فرمائی تھی کہ:۔

"مسلمان سیاسی اور مذہبی اختلافات کو نظر انداز کر کے آپس میں اتحاد و اتفاق پیدا کریں۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ سمجھ لیں۔ کہ دنیا کے سارے مسلمان ایک ہیں۔ اور سب کا اتحاد ہونا چاہیئے مگر افسوس کہ مسلمانوں میں رواداری کا مادہ ابھی تک پیدا نہیں ہوا۔ ذرا ذرا سے اختلاف پر اپنی مجالس سے مخالف خیال والوں کو نکال دیتے ہیں ...... مگر یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اپنے سے الگ کرنے سے کسی قوم کو طاقت نہیں حاصل ہوا کرتی۔ بلکہ اپنے اندر جذب کرنے سے طاقت حاصل ہوتی ہے ...... پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ مذہبی اختلاف کی وجہ سے کسی فرقہ کو جدا نہ کریں۔ اسی طرح سیاسی اختلاف کی وجہ سے بھی علیحدہ کرنے کی پالیسی کو چھوڑ دیں۔ دیکھو انگلینڈ کی پارلیمنٹ میں ہر خیال کے ممبر جمع ہوتے ہیں یا نہیں۔ مسلمان بھی اسی طرح ترقی کر سکتے ہیں۔ کہ اپنی انجمن میں ہر قسم کے خیالات کے مسلمانوں کو شامل کریں۔ اور سب لوگوں کو ایک جگہ جمع ہونا چاہیئے"

یہ ساری کی ساری تقریر اس قابل ہے۔ کہ مسلمان لیڈر اس کا خوب غور اور توجہ سے مطالعہ کریں۔ اور اس میں مسلمانوں کی ترقی اور مضبوطی کے لئے جو تجاویز بتائی گئی ہیں۔ انہیں زیر عمل لانے کی کوشش کریں۔ جو حضرات اس تقریر سے مستفیض ہونا چاہیں۔ ان کیلئے ہم مہیا کر دینگے۔ یہاں مندرجہ بالا چند الفاظ ہم نے اس لئے نقل کئے ہیں۔ کہ تا یہ معلوم ہو سکے کہ جماعت احمدیہ نہ صرف اس قسم کی تجویز کی تائید میں ہے۔ بلکہ اسے سب سے پہلے پیش بھی امام جماعت احمدیہ نے فرمایا ہے۔

—— ⁂ ——

مسلمانوں میں شرعی احکام کی عدم پابندی

آجکل کے مسلمان اسلام کے نہایت ضروری اور اہم احکام کی جہاں تک پابندی کرتے ہیں۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ادائگی نماز نہایت اہم فرائض میں سے ایک فرض ہے۔ اور ایسا ضروری فرض ہے۔ جو کسی حالت میں بھی ساقط نہیں ہوتا۔ انسان میں اُٹھنے کی طاقت نہ ہو۔ کروٹ نہ بدل سکتا ہو۔ حتیٰ کہ ہاتھ پاؤں بھی نہ ہلا سکتا ہو۔ تو بھی اسکے لئے لازم ہے کہ نماز ادا کرے لیکن اتنے ضروری فرض کی ادائگی کے متعلق مسلمانوں کا جو رویہ ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ اسی کو مدنظر رکھتے ہوئے آریہ اخبار پرکاش (۳ مئی) لکھتا ہے:۔

"مسلمان اخباروں میں یہ خبر گشت لگا رہی ہے۔ کہ سلطان ابن سعود نے مکہ میں حکم جاری کیا ہے کہ اذان کے سنتے ہی ہر ایک شخص پر نماز باجماعت کے لئے مسجد حرم یا محلہ کی مسجد میں حاضری لازمی ہے۔ اس حکم کی تعمیل میں کوتاہی کرنے والا شرعی سزا کا مستوجب ہوگا"

ہندوستان کے مسلم اخبار نویس اس اعلان پر خوش ہیں۔ کیونکہ وہ اس حکم کے اثر سے محفوظ ہیں۔ اگر یہی حکم ان پر عائد ہو تو دیکھیں۔ کتنے مرد میدان اس حکم کی تعمیل میں پورے اتر سکیں۔ اور کتنی تعداد عظیم عملاً اس حکم کی خلاف ورزی کرنے پر آمادہ نہ ہو جائے اگر ہندوستانی مسلمانوں پر اس حکم کا تجربہ کیا جائے۔ تو یقیناً ان کے دل میں اپنے اہل عرب بھائیوں کے لیے ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو جائیگا"

کیا مسلمان اس کے متعلق کوئی معقول جواب دے سکتے ہیں۔ اور اپنے عمل سے ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ آریہ اخبار نے ان کے متعلق جو رائے زنی کی ہے۔ وہ درست نہیں ہے

چودھویں صدی کے مولوی

جناب مولوی سید ممتاز علی صاحب جو سالہا سال سے مسلمان خواتین کی تعلیم و تربیت کے متعلق نہایت قابل قدر اور لائق توصیف خدمات بجا لا رہے ہیں۔ اور جو متانت و ثقاہت کے لحاظ سے مسلمانوں میں خاص طور پر ممتاز ہیں۔ ان کی توجہ "فتنہ ارتداد" کی طرف مبذول کراتے ہوئے ایک خاتون فاطمہ بیگم صاحبہ بنگلور نے اخبار تہذیب نسواں (۲ مئی) میں لکھا:۔

"تہذیب" میں دو مرتبہ اس کام کے لئے چندہ کی تحریک ہوئی مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ امید ہے۔ کہ اب جناب مولوی صاحب ارتداد فنڈ کے متعلق جلد از جلد کچھ فیصلہ فرما کر ہم ناچیزوں کو اس ثواب عظیم سے مستفیض ہونے کا موقعہ دے کر آپ عنداللہ ماجور ہوں گے"

—— ⁂ ——

اس کے متعلق جناب مولوی صاحب موصوف نے حسب ذیل قیمتی خیالات ظاہر فرمائے:۔

"میں نے سنا تھا۔ کہ میدان ارتداد میں ہر فرقہ اسلام نے تبلیغ کے لئے اپنے اپنے نمائندے بھیجے ہیں۔ میں نے یہ سمجھ کر کہ چونکہ تہذیبی بہنیں بھی مختلف فرقوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس لئے یہ امید رکھنا۔ کہ ہمارا مبلغ ہر تہذیبی بہن کا ہم عقیدہ ہو۔ بالکل ناممکن ہے۔ اس لئے یہ مناسب جانا کہ میں جس گروہ کے مبلغوں کو سب سے زیادہ کامیاب دیکھوں۔ ان میں سے ایک اپنے لئے منتخب کر لیں تحقیقات سے معلوم ہوا۔ کہ تبلیغ کے کام میں سب سے زیادہ کامیابی احمدی مبلغوں کو ہوئی ہے۔ اس لئے میں نے چاہا۔ کہ اگر تہذیبی بہنوں کو اعتراض نہ ہو۔ تو وہ ان میں سے ایک مبلغ کا خرچ اپنے ذمہ لے لیں۔ مگر اسی اثناء میں ہمارے علماء دین نے اعلان شائع کیا۔ کہ احمدی فرقہ کے سب لوگ کافر ہیں۔ اور ان کا کفر ملکانہ راجپوتوں کے کفر سے بھی شدید تر ہے۔ پس جو لوگ خود کافر ہوں۔ وہ دوسرے کافروں کو مسلمان کس طرح بنا سکتے ہیں۔ جب میں نے یہ سنا۔ تو انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا۔ اور صبر کر کے خاموش ہو گیا

—— ⁂ ——

اس سے ظاہر ہے۔ کہ مسلمان خواتین کو "فتنہ ارتداد" کے انسداد میں حصہ لیکر ثواب حاصل کرنے سے محروم رکھنے والے چودھویں صدی کے وہی مولوی ہیں۔ جن کا کام سوائے کفر بازی کے اور کچھ نہیں۔ اور جن کی حقیقت خود جناب سید ممتاز علی صاحب نے اسطرح بیان فرمائی ہے کہ:

"اس زمانہ میں علماء کا کام مسلمان بنانا نہیں ہے۔ بلکہ مسلمانوں کو کافر بنانا ہے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ دنیا میں ایک بھی ایسا مسلمان نہ ہوگا جسکے متعلق سب علماء دین بالاتفاق یہ کہہ سکیں۔ کہ واقعی یہ ٹھیک مسلمان ہے۔ ہمارے علماء سے جسے چاہو کافر بنوا لو۔ وہابی کافر۔ بدعتی کافر۔ رافضی کافر۔ خارجی کافر۔ احمدی کافر۔ نیچری کافر۔ لیکن اگر ان سے یہ چاہو کہ چند کافروں کو مسلمان بنا دو۔ تو یہ کام ان سے نہیں ہو سکتا"

—— ⁂ ——

جناب مولوی صاحب موصوف نے آخر میں اپنے درد دل کا اظہار اس طرح کیا ہے:۔

"ایسی حالت میں میں ایک جدید فنڈ کھول کے اور تہذیبی بہنوں سے چندہ جمع کر کے کیا کروں۔ یہ خیالات تھے جنکی وجہ سے میں نے اس باب میں سکوت اختیار کیا۔ اور اب مجبور ہو کر اپنا درد دل بیان کیا"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

فرمودہ ۸ر مئی ۱۹۲۵ء

تبلیغ احمدیت ہر احمدی کا فرض ہے

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

سال حال کا پروگرام

میں نے اس سال کے شروع میں اپنے دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی۔ کہ اللہ تعالےٰ کا منشا یہ ہے۔ کہ ہم اس سال خصوصیت کے ساتھ اپنا پروگرام اور اپنا مقصد تبلیغ رکھیں۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ بہت سے دوستوں نے اس طرف توجہ کی ہے۔ لیکن ایسے بہت سے دوست ابھی باقی ہیں۔ جنہوں نے اپنی ذمہ داری کو نہیں سمجھا اور اپنے فرائض کی طرف مناسب توجہ نہیں کی۔

ہر کام کے لئے مشق کی ضرورت

میں نے متواتر اور بارہا بتایا ہے۔ کہ دنیا کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا کام بھی ایسا نہیں ہے۔ جو بغیر پریکٹس اور مشق کے ہو سکے۔ بہت سے کام ایسے ہوتے ہیں۔ جن کے متعلق انسان یہ سمجھ لیتا ہے۔ کہ اگر چاہوں۔ تو اس کام کو بآسانی کر سکتا ہوں لیکن جب وہ اس کام کو شروع کرتا ہے۔ تو اسکو پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ بغیر پریکٹس اور مشق وہ اس کام کو نہیں کر سکتا۔ اور جس کام کو وہ شروع کرنے سے پہلے ایک آسان کام خیال کرتا تھا۔ وہ ایک نہایت مشکل کام ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کو اس کام کے کرنے کی مشق نہیں ہوتی۔ اور بہت دفعہ تو ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ وہ اس کام کے کرنے کی وجہ سے اپنے آپ کو نقصان پہنچا لیتا ہے۔

بچپن کا ایک واقعہ

مجھے اپنا ہی بچپن کا ایک واقعہ یاد ہے ہمارا مکان بن رہا تھا۔ ایک مستری صاحب جو وہاں کام کر رہے تھے اپنے ہتھیار وہیں چھوڑ کر کھانا کھانے کے لئے گئے۔ مجھے ان کو دیکھ کر کہ وہ کس طرح آسانی سے تیشہ چلاتے اور کیسی آسانی کے ساتھ لکڑی کاٹتے جاتے ہیں۔ بہت شوق پیدا ہوا۔ کہ میں بھی اسی طرح کروں۔ چنانچہ جب وہ کھانا کھانے کے لئے گئے۔ تو میں نے تیشہ پکڑ کر اس کو لکڑی پر زور سے مارنا چاہا۔ لیکن جونہی کہ میں نے پہلا تیشہ مارا۔ وہ بجائے لکڑی پر پڑنے کے میرے ہاتھ پر لگا۔ اور نصف انچ کے قریب گہرا زخم ہو گیا۔ جس کا نشان اب تک بھی میرے ہاتھ پر موجود ہے۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ وہی کام جس کو میں بظاہر آسان سمجھتا تھا۔ پریکٹس اور مشق نہ ہونے کی وجہ سے مجھ سے نہ ہو سکا۔ بلکہ وہ میرے لئے نقصان کا موجب بن گیا۔ حالانکہ مستری روزانہ صبح سے شام تک اپنی روٹی کمانے کے لئے یہی کام کرتے رہتے ہیں۔ لیکن ان کے ہاتھ پر تیشہ نہیں لگتا۔ اور باوجود اس کے کہ میری توجہ اس کام کے کرنے میں زیادہ لگی ہوئی تھی۔ کیونکہ میں اس کو پیشہ کے طور پر نہیں کر رہا تھا۔ بلکہ کھیل اور لذت کے طور پر کرنے لگا تھا۔ اور کھیل اور ایسے کام میں جو لذت اور شوق کے طور پر کیا جائے۔ انہماک بھی زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن باوجود اس انہماک اور شوق کے پھر بھی میرا ہاتھ زخمی ہو گیا۔ لیکن وہ لوگ جو اس کام کو پیشہ کے طور پر کرتے ہیں۔ اور ان کو اس کی پریکٹس اور مشق ہوتی ہے۔ ان کا ہاتھ زخمی نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ وہ جانتے ہیں۔ کہ کس طرح تیشہ کو لکڑی پر مارا جاتا ہے۔ اور ان کو اس کام کے کرنے کی پوری مشق اور پریکٹس ہوتی ہے۔ اسلئے وہی کام جس کو وہ پیشہ کے طور پر اور روٹی کمانے کی خاطر کرتے ہیں۔ اس سے ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ اور اس کام کو جب میں نے شوق اور لذت کے طور پر کرنا چاہا۔ تو میرا ہاتھ زخمی ہو گیا۔

نفع کی بجائے نقصان کا اندیشہ

یہ میرا تجربہ جو بچپن میں مجھے حاصل ہوا بڑوں کے کام بھی آسکتا ہے۔ کیونکہ کوئی ادنےٰ سے ادنےٰ کام بھی لیلو اس کو ہم بغیر پریکٹس اور مشق کے نہیں کر سکتے۔ اور اگر کریں تو بجائے نفع کے نقصان پہنچ جانے کا زیادہ اندیشہ ہوتا ہے۔ مثلاً بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک قسم کی زمین۔ ایک ہی ہل۔ ایک ہی قسم کا بیج اور ایک ہی قسم کے بیل ہوتے ہیں لیکن پیداوار میں فرق پڑ جاتا ہے۔ ایک کھیت میں زیادہ پیداوار ہوتی ہے۔ اور دوسرے میں کم۔ بلکہ اکثر دفعہ ایسا بھی ہو جاتا ہے۔ کہ ایک شخص کے پاس دوسرے کی نسبت اچھا بیج۔ اچھی زمین۔ اور اچھے بیل ہوتے ہیں۔ لیکن پھر بھی بعض دفعہ اس کی کھیتی دوسرے کی نسبت کم ہوتی ہے۔ اسکی یہ وجہ نہیں ہوتی کہ پہلے شخص کے ہل۔ زمین۔ بیج یا بیلوں کا کوئی نقص ہوتا ہے۔ بلکہ وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ ایک شخص مشاق ہوتا ہے۔ اور وہ اپنی کھیتی کی زیادہ نگہداشت کرتا ہے۔ اس لئے وہ اسی زمین۔ اسی بیج اور انہیں بیلوں سے زیادہ فائدہ حاصل کر لیتا ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں دوسرا شخص جو کام کی مشق نہیں رکھتا۔ وہ اپنے کھیت کی حفاظت نہیں کرتا۔ وہ زیادہ فائدہ نہیں حاصل کرتا۔

تبلیغ کرنے کی مشق

غرض زندگی کے ہر شعبہ میں یہ بات پائی جاتی ہے۔ کہ جب تک کسی کام کے کرنے کی پریکٹس اور مشق نہ ہو۔ اس وقت تک اس کام کے کرنیکا نہ صرف کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ بلکہ الٹا نقصان پہنچ جاتا ہے۔ پس جو بات زندگی کے تمام شعبوں میں پائی جاتی ہے۔ وہی تبلیغ میں بھی پائی جاتی ہے۔ کیونکہ اگر ہم تبلیغ کی پریکٹس اور مشق نہ رکھتے ہوں۔ اور ہمارا یہ خیال ہو۔ کہ ہم بغیر پریکٹس اور بغیر مشق کے جس طرح چاہیں۔ تبلیغ کریں گے۔ تو کبھی تبلیغ نتیجہ خیز نہ ہو گی۔

561

پادریوں کے گمراہ کن اعلان

باوجود اس کے کہ دنیا کے اندر آج کئی کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ لیکن پھر بھی ان میں سے بہت تھوڑے ایسے ملینگے جو تبلیغ کو اپنا فرض خیال کرتے ہوں۔ یا تبلیغ کرنے کی ضرورت سمجھتے ہوں۔ وہ بڑے مزے کی نیند سو رہے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ بلکہ وہ عیسائی پادریوں کے اس قسم کے غلط اور بے بنیاد اعلانات کے باعث کہ اسلام دنیا کے مختلف حصوں میں ترقی کر رہا ہے۔ بہت خوش ہوتے۔ اور پہلے سے بھی زیادہ سست ہوتے جاتے ہیں۔ اور نہیں سمجھتے کہ عیسائی ان کو غفلت میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ اور اسی لئے وہ اس قسم کے اعلانات وقتاً فوقتاً کرتے رہتے ہیں۔

مشرقی افریقہ میں اسلام

غالباً ۱۹۱۱ء کی بات ہے۔ کہ عیسائی پادریوں کی طرف سے ایک رپورٹ بڑے زور شور کے ساتھ شائع ہوئی تھی۔ کہ یوگنڈا کے علاقہ اور مشرقی افریقہ میں اسلام بہت زور کے ساتھ پھیل رہا ہے۔ اور عیسائیت کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ اس بناء پر عیسائیوں سے کہا گیا تھا۔ کہ چندہ دیں۔ اور نوجوان اپنے آپ کو وہاں تبلیغ کے لئے جانے کے واسطے پیش کریں۔ اور گورنمنٹ سے بھی درخواست کیگئی تھی۔ کہ وہ ان کی مدد کرے تمام مسلمان تو اس رپورٹ کی بناء پر بڑے خوش ہو رہے تھے لیکن میں نے جب اس رپورٹ کو پڑھا۔ تو فوراً سمجھ گیا۔ کہ یہ دھوکا اور فریب ہے۔ اور عیسائی پادریوں نے ایسی رپورٹ اس لئے شائع کی ہے۔ تا مسلمان غافل ہو جائیں۔ اور اسطرح ان کو عیسائیت پھیلانے کا زیادہ موقع ملے۔ اور گورنمنٹ کو مدد دینے کے لئے جو کہا گیا تھا۔ اس کے متعلق بھی میں نے سمجھا۔ کہ یہ بھی چالاکی ہے۔ تاکہ ایک طرف تو مسلمان یہ خیال کر کے خوش ہو جائیں۔ کہ عیسائیوں کی ایسی نازک حالت ہو گئی ہے۔ کہ انہیں گورنمنٹ سے امداد کی درخواست کرنی پڑی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور دوسری طرف گورنمنٹ کو بھی امداد دینے کا ایک بہانہ مل جائے ؛

اس وقت جب مسلمان پادریوں کی اس رپورٹ کی بنا پر خوش ہو رہے تھے۔ میں نے اپنے دوستوں کو جو یوگنڈا اور مشرقی افریقہ میں رہتے تھے۔ خط لکھا۔ کہ وہ وہاں کے پورے اور صحیح حالات سے اطلاع دیں۔ تا معلوم ہو سکے۔ کہ یہ رپورٹ کہاں تک درست اور صداقت پر مبنی ہے۔ اس پر انہوں نے لکھا۔ کہ یوگنڈا کے قریباً تمام کے تمام امیر اور رؤساء عیسائی ہو چکے ہیں۔ اور جو عیسائی نہیں ہوئے۔ انہیں معزول کر کے ان کے ایسے رشتہ داروں کو ان کی جگہ رکھا جا رہا ہے۔ جو عیسائی ہو چکے ہیں۔ اصل حقیقت یہ تھی۔ لیکن عیسائی مشنری یہ کہہ رہے تھے۔ کہ وہاں اسلام بڑی سرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے۔ یہی حال ایسٹ افریقہ کا بھی تھا۔ وہاں بھی لوگ کثرت کے ساتھ عیسائی ہو رہے تھے۔ اور گورنمنٹ بھی اس کام میں عیسائیوں کا ساتھ دیتی۔ اور عیسائی نہ ہونے والوں کو تکالیف دی جاتی تھیں یہ نہیں۔ کہ گورنمنٹ بحیثیت گورنمنٹ ان پر کوئی سختی کرتی تھی۔ بلکہ گورنمنٹ کے وہ افسر جو چونکہ عیسائی تھے۔ وہ عیسائیت کو فائدہ پہنچانے کی کوشش میں اپنے ماتحتوں پر سختی کرتے۔ اور عیسائی مبلغوں کو ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچاتے تھے ؛

افسروں کی امداد

اور ایسا عموماً دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ جس علاقہ کے اعلےٰ افسران جس مذہب سے تعلق رکھتے ہوں۔ وہ ضرور اپنے ہم مذہبوں کو فائدہ پہنچانے اور ان کے رستہ سے تمام قسم کی تکالیف دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ان کے ماتحت بھی انہیں خوش کرنے کے لئے اپنے عقائد تک سے انکار کر بیٹھتے ہیں۔ ہندوستان کو ہی دیکھ لو۔ یہاں کے لوگ افریقہ کے لوگوں کی نسبت بہت زیادہ تعلیم یافتہ اور مہذب ہیں۔ لیکن یہاں پر بھی ایسے واقعات پائے جاتے ہیں۔ جب اس ملک میں جہاں کے لوگ ایک حد تک تعلیم یافتہ بھی ہیں۔ یہ حال ہے۔ تو ایک غیر مہذب اور تعلیم سے بے بہرہ ملک کا کیا حال ہوگا۔ جہاں کے لوگ سخت وحشی۔ اور جاہل ہیں۔ یہاں تک کہ وہ کپڑے بھی نہیں پہنتے۔ افریقہ کے دیہاتی لوگ ابھی تک کپڑے نہیں پہنتے جب وہ شہر میں کسی کام کے واسطے جاتے ہیں۔ تو مجبوراً تہ بند باندھ لیتے ہیں۔ کیونکہ انہیں سزا کا خوف ہوتا ہے۔ لیکن شہر سے باہر نکل کر تہ بند اتار کر کندھے پر ڈال لیتے ہیں۔ کیونکہ وہ لیتے ہیں۔ ہمیں کپڑا باندھ کر اپنے گاؤں میں جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔ ایسے لوگ حکام کے اثر سے جس قدر متاثر ہو سکتے ہیں۔ وہ ظاہر ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک گورداسپور کے ہی اعلےٰ افسر کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔ وہ ای۔ اے سی تھا۔ اور وہابی عقیدہ کا تھا۔ ان ایام میں وہابیوں کے متعلق گورنمنٹ کو کچھ شبہات تھے۔ ان ڈپٹی صاحب کے متعلق کسی نے ڈپٹی کمشنر سے جا کر رپورٹ کر دی۔ کہ فلاں شخص وہابی ہے۔ اس پر ڈپٹی کمشنر نے ان کو بلا کر پوچھا۔ مجھے رپورٹ پہنچی ہے۔ کہ آپ وہابی ہیں۔ میں تو آپ کے متعلق ایسا خیال نہیں کرتا۔ اس پر انہوں نے کہا۔ کہ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ میں ہرگز وہابی نہیں ہوں۔ میرے متعلق آپ کے پاس کسی نے غلط رپورٹ کی ہے۔ اسوقت کے وہابیوں اور دوسرے لوگوں میں بڑا امتیاز یہ تھا۔ کہ وہابی کنچنیوں وغیرہ کے نچوانے کو جائز نہ سمجھتے تھے۔ ان ڈپٹی صاحب نے ڈپٹی کمشنر کے پاس سے واپس آکر بڑی دعوت کی اور کنچنیاں نچوائیں۔ تا ڈپٹی کمشنر اور لوگوں کو یقین ہو جائے۔ کہ وہ وہابی نہیں ہیں۔ پس جب تعلیم یافتہ لوگ اپنے افسروں کو خوش کرنے کے لئے اپنے عقائد تک کو چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ تو جو لوگ غیر تعلیم یافتہ ہوں۔ ان پر اپنے افسروں اور حاکموں کا اور بھی زیادہ اثر اور رعب ہوگا۔ لیکن مسلمان ان جھوٹی رپورٹوں پر جو عیسائی مشنریوں کی طرف سے اخبارات میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ خوشیاں مناتے ہیں۔ کہ اسلام خود بخود افریقہ اور دوسرے ممالک میں ترقی کر رہا ہے۔ حالانکہ وہ یہ نہیں سمجھتے۔ کہ ہندوستان میں تو اسلام پھیلتا نہیں۔ پھر افریقہ کے وحشیوں میں خود بخود کس طرح پھیل رہا ہوگا۔ یہاں ہندوستان میں سات کروڑ مسلمان ہیں۔ جن میں سے اکثر تعلیم یافتہ بھی ہیں۔ اور پھر ان میں بہت سے مولوی بھی ہیں۔ جو تبلیغ اسلام کے مدعی ہیں۔ لیکن یہاں پر کس قدر اسلام پھیل رہا ہے۔ پھر افریقہ کے وحشیوں میں جہاں مسلمانوں کی تعداد اتنی نہیں ہے۔ لوگ سخت جاہل ہیں۔ وہاں پر کس طرح خود بخود پھیل رہا ہے ؛

مسلمانوں کے تنزل کی وجہ

آج مسلمان کروڑوں کی تعداد میں ہوتے ہوئے کیوں گر رہے ہیں۔ اور ان پر کیوں تنزل آ رہا ہے۔ اس کی یہی وجہ ہے۔ کہ وہ عیسائیوں کی رپورٹوں پر خوش ہوتے رہتے۔ اور اسلام کی اشاعت کی طرف قطعاً کوئی توجہ نہیں کرتے۔ اور طریقہ تبلیغ سے بالکل ناواقف ہیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں کیا وجہ تھی۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے زمانہ میں جب کہ مسلمانوں کی تعداد بہت تھوڑی تھی۔ اسلام بہت ترقی کر رہا تھا۔ سو اس کا یہی باعث تھا۔ کہ صحابہ کرام جانتے تھے۔ کہ کس طرح تبلیغ کی جاتی ہے اور وہ محض علماء پر انحصار نہیں رکھے ہوئے تھے۔ بلکہ ان میں سے ہر ایک شخص مبلغ تھا۔ اور اسلام کی اشاعت کو وہ اپنا فرض منصبی خیال کرتے تھے ؛

ہر فرد مبلغ ہو

جو قوم اپنے مذہب کی تبلیغ کا انحصار علماء پر رکھتی ہے۔ وہ کبھی کامیاب اور بامراد نہیں ہو سکتی۔ جب تک کسی قوم کا ہر فرد مبلغ نہیں۔ اور پھر جب تک ہر فرد طریقۂ تبلیغ کو نہیں جانتا۔ تب تک وہ قوم کسی کامیابی کی امید نہیں رکھ سکتی ؛

پس میں جہاں اپنے دوستوں کو تبلیغ کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ وہاں یہ بھی نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنی تبلیغ کا انحصار محض علماء پر نہ رکھیں۔ بلکہ ان کا ہر فرد مبلغ ہونا چاہیئے۔ اور جہاں میں یہ کہتا ہوں۔ کہ ہمارا ہر فرد مبلغ ہو۔ وہاں یہ بھی بتاتا ہوں۔ کہ تبلیغ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک سخت مشکل کام ہے۔ ایک محل تیار کر لینا آسان ہے۔ لیکن ایک شخص کا دل پھیر دینا آسان نہیں۔ کیونکہ بغیر مناسب تدابیر اور دلائل کے کسی شخص کا دل پھیرا نہیں جا سکتا۔ پس میں اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت کو طریق تبلیغ سے پوری پوری واقفیت حاصل کرنی چاہیئے۔ ورنہ ہماری تبلیغ کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔ بلکہ الٹا نقصان کا اندیشہ ہوگا ؛

طریق تبلیغ

یہ مت خیال کرو۔ کہ دلیل کا نام طریق تبلیغ ہے یعنی جو شخص زیادہ دلائل جانتا ہے۔ وہی زیادہ کامیاب مبلغ ہے۔ اور اسی کی تبلیغ تبلیغ کہلانے کی مستحق ہے کیونکہ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک شخص جسے بیسیوں دلائل آتے ہیں۔ وہ کسی ایک شخص کو بھی اپنے ان دلائل کے ذریعہ احمدیت میں داخل نہیں کر سکتا۔ لیکن اس کے مقابلہ میں ایک اور شخص جس کو صرف ایک دلیل آتی ہے۔ اور وہ اس کا استعمال جانتا ہے۔ وہ اسی ایک دلیل کے ذریعہ کئی اشخاص کے دلوں کو احمدیت کی طرف مائل کر دیتا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ وہ شخص جس کے پاس بہت سی دلیلیں ہیں۔ وہ ان کے استعمال کا صحیح طریقہ اور موقع محل نہیں جانتا۔ لیکن وہ شخص جس کے پاس صرف ایک دلیل ہے۔ وہ اس کے صحیح طریقہ استعمال کے جاننے کی وجہ سے اس سے زیادہ فائدہ اٹھا لیتا ہے۔ اور کئی لوگوں کو صرف ایک دلیل سے ہی صداقت کا قائل کر سکتا ہے۔

اختلاف طبائع

انسانوں کے خیالات جس طرح الگ الگ ہوتے ہیں۔ ان کی طبیعتیں بھی مختلف ہوتی ہیں۔ ایک دلیل ایک شخص پر اثر کرتی ہے۔ لیکن وہی دلیل دوسرے پر بالکل اثر نہیں کرتی۔ جس طرح کہ کوئی نسخہ ہر مرض میں مفید نہیں ہوتا۔ ہر شخص کی طبیعت اور بیماری کے مطابق ڈاکٹر کو نسخہ لکھنا پڑتا ہے۔ اسی طرح سینکڑوں لوگ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر ایسے ہوتے ہیں۔ جو ایک دلیل سے مانتے ہیں۔ اور ہزاروں ایسے ہوتے ہیں۔ کہ جب تک ان کو کوئی دوسری دلیل نہ دی جائے۔ وہ نہیں مانتے۔ اور پھر ایک ہی دلیل کو کئی پیرایوں میں پیش کرنا ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک شخص کو وہ دلیل ایک پیرایہ میں اثر کرتی ہے۔ تو دوسرے کو دوسرے پیرائے میں۔ اور اگر دونوں کے سامنے ایک ہی پیرائے میں وہ دلیل پیش کی جائے۔ تو ایک پر اثر کرے گی۔ لیکن دوسرے پر نہیں کرے گی۔

طریق تبلیغ

کئی لوگ ایسے ہونگے۔ کہ وفات مسیح کے مسئلہ کو وہ کچھ بھی اہمیت نہ دینگے۔ اور اس کے متعلق ان کے دل میں کوئی شبہ ہی نہ ہوگا۔ ان کے لئے یہی ضروری ہوگا کہ ان کو یہ بتائیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی وہ خدمات کی ہیں۔ جن کے بغیر اسلام کا زندہ رہنا ناممکن تھا۔ ایسے لوگوں کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ خدمات جو آپ نے اسلام کی خاطر کیں۔ ان کا پیش کرنا۔ ان کے لئے بہت بڑی مؤثر دلیل ہوگا۔ پھر بعض ایسے ہونگے۔ جو آپ کے نشانات کو دیکھ کر صداقت قبول کرینگے۔ پس مبلغ کو چاہیئے۔ کہ پہلے انسان کے حالات سے اندازہ لگائے۔ کہ کس طرح اور کونسی دلیل اس پر اثر کر سکتی ہے۔ اور پھر اس کو ایسے طریقہ سے سمجھائے۔ اور اس طرح اس کے سامنے دلیلیں پیش کرے۔ جس سے اس کی تسلی ہو جائے۔

عقلی اور علمی تغیر

پھر کئی ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ کہ نشانات کا بھی ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ وہ صرف یہ دیکھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود نے آکر دنیا کے اندر عقلی اور علمی طور پر کونسا تغیر پیدا کیا۔ اور ہم اس سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ وہ کسی اور دلیل کے محتاج نہیں ہوتے۔ ان کے لئے صرف یہی ایک دلیل کافی ہوتی ہے۔ جیسا کہ کسی نے کہا ہے

ابن مریم ہوا کرے کوئی ؎ میرے دل کی دوا کرے کوئی

معاشرتی اور تمدنی ترقی

پھر کئی ایسے ہوتے ہیں۔ جو یہ دیکھتے ہیں۔ کہ اس شخص نے آکر کونسا ایسا طریقہ بتایا ہے۔ جس سے معاشرتی اور تمدنی ترقی ہو سکتی ہے۔ ایسے لوگوں کو وفات مسیح کے متعلق خواہ لاکھ دلیلیں دیں۔ پھر بھی ان پر کوئی اثر نہ ہوگا۔ ہاں اگر ان کو یہ بتا دیں کہ اس شخص نے ہمیں ایسے طریق بتائے ہیں۔ کہ اگر ہم ان پر چلیں تو بہت جلد دنیا کی علمی اور تمدنی ترقی ہو سکتی ہے۔ تو ان پر اس دلیل کا ہی بہت اثر ہوگا۔

پہلی کتابوں میں ذکر

پھر بعض ایسے ہونگے۔ جو یہ پوچھینگے کہ آیا اس شخص کے متعلق جس نے دعویٰ کیا ہے۔ پہلی کتابوں میں بھی کوئی ذکر آیا ہے۔ ان کو خواہ کتنے نشان دکھائیں۔ اور کتنے ایسے کام بتائیں۔ جو آپ نے اسلام کی خدمت کے لئے کئے ہوں یا کتنا سمجھائیں کہ آپ نے دنیا کے اندر آکر اس کی تمدنی اور علمی ترقی کے لئے یہ یہ کوششیں کی ہیں۔ لیکن پھر بھی وہ شبہ میں ہی رہینگے اور جب تک ان کو یہ نہ بتایا جائے گا۔ کہ پچھلی کتابوں میں بھی آپ کے متعلق کئی جگہ ذکر آیا ہے۔ تب تک ان پر کوئی اثر نہ ہوگا۔

ذاتی قربانی

پھر بعض ایسے لوگ بھی ہونگے۔ جو یہ کہیں گے۔ کہ دنیا کی بہبودی اور اصلاح کی خاطر اس شخص نے ذاتی قربانی کیا کی ہے۔ کیا اس شخص کے دل میں واقعی دنیا کی ... کی تڑپ ... تھی۔ جب تک ان کو یہ نہ بتائیں۔ کہ اس نے یہ یہ تکالیف دنیا کی اصلاح کی خاطر اور اسے راستی کی طرف لانے کے لئے اٹھائیں۔ تب تک ان پر کسی قسم کا اثر نہیں ہوتا۔ غرضیکہ دلائل کے سینکڑوں طریقے ہیں۔ کوئی شخص ایک طریقہ سے مانتا ہے۔ اور کوئی دوسرے طریقہ سے۔ کوئی یہ کہتا ہے کہ اگر یہ شخص سچا ہے۔ تو کیوں مولویوں نے اسے نہیں مانا۔ کوئی یہ کہتا ہے۔ کہ اسے صوفیوں نے نہیں مانا تو ہم کیوں مان لیں۔ غرض مختلف طریقوں سے کام لینا چاہیئے اور ہر ایک کے مرض کو پہلے اچھی طرح سے دیکھ کر اس کے علاج کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

نرم اور گرم دلائل

پھر دلائل دینے کے بھی کئی طریقے ہوتے ہیں۔ کیونکہ کوئی تو نرم دلائل سے مانتا ہے۔ اور کوئی گرم دلائل سے۔ کسی کو سمجھانے کے لئے عقلی دلائل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور کسی کو نقلی دلائل کی۔ کسی کے ساتھ حسن سلوک کریں۔ تو مان جاتا ہے۔ لیکن کئی ایسے ہوتے ہیں۔ کہ اگر ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے۔ تو ان پر کوئی اثر ہی نہیں ہوتا۔ پھر کئی ایسے ہوتے ہیں۔ جو ہمارے اخلاق کو دیکھکر ہدایت پاتے ہیں۔

کامیابی کا طریق

غرض جب تک ہم تمام پہلوؤں کو مکمل نہ کریں۔ اور جب تک ہر ایک شخص کے مرض کا صحیح مطالعہ کر کے اس کے مرض کا صحیح علاج نہ کریں تب تک ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ہمارے کئی دوست ایسے ہیں کہ وہ ایسے لوگوں کے ساتھ جن کو وفات مسیح کے مسئلہ سے کوئی تعلق ہی نہیں ہوتا۔ وفات عیسیٰ کی دلیلیں دینا شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ان دلائل کا ان پر قطعاً کوئی اثر نہیں ہوتا۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ بعض مبلغ بھی اس بات کے سمجھنے اور موقع محل دیکھکر اس کے مطابق تبلیغ کرنے میں ماہر نہیں ہیں۔ بعض مبلغ ایسے ہیں۔ کہ ان کے لیکچر بہت کامیاب سمجھے ... ہیں۔ اور لوگ ان کے لیکچروں کی بڑی تعریف کرتے ہیں۔ لیکن ان کے ذریعہ بہت تھوڑے احمدی ہوتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں بعض ایسے مبلغ ہیں۔ جو بظاہر معمولی درجہ کے اور علم میں بھی زیادہ نہیں ہوتے۔ لیکن ان کے ذریعہ سینکڑوں لوگ احمدی ہو جاتے ہیں اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ انہوں نے اس کام کو سیکھ لیا ہے۔ اور وہ لوگوں کی طبیعتوں کو دیکھ کر ان کے مطابق دلائل دیتے اور ان کو سمجھاتے ہیں۔ لیکن دوسرے صرف لیکچر دینا جانتے ہیں۔ وہ یہ نہیں دیکھتے۔ کہ جو دلائل ہم دیتے ہیں وہ لوگوں کی طبائع کے مطابق بھی ہیں یا نہیں۔

562

پس جب تک دوسروں کی اخلاقی۔ تمدنی اور علمی حالت کا صحیح مطالعہ کر کے اس کے مطابق ... نہ کریں ... تب تک کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اگر ہر شخص کے روحانی مرض کی صحیح تشخیص کر کے اس کے مطابق اس کی دوا اور اس کا علاج کیا جائے۔ اور سوچ سمجھ کر اس کی طبیعت کے موافق دلائل دیئے جائیں۔ تو پھر دیکھو۔ کس طرح جماعت کو ترقی ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ ہمارے دشمنوں کو بھی اقرار کرنا پڑے۔ کہ واقعی بڑی معجز نما ترقی ہے۔ ہماری ترقیات کا ایک ایک دن جو پیچھے جا رہا ہے۔ اور جتنی دیر ہم اپنی کامیابی کو پیچھے ڈال رہے ہیں۔ وہ ہمارے لئے سخت افسوسناک ہے۔

موعودہ کامیابی کیلئے کوشش

پس صحیح طریقے پر تبلیغ کرنے کے ذرائع اور اس کے متعلق علم حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ تا جلد سے جلد ہم بھی اس کامیابی کو دیکھیں۔ جس کا وعدہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ سے دیا ہے۔ اور ایسا نہ ہو۔ کہ ہم ان کامیابیوں کے دیکھنے سے محروم رہیں۔ پیچھے آنے والے اگر ان کامیابیوں کو دیکھیں گے تو ہمیں اس سے کیا فائدہ۔ پس کوشش کرو۔ کہ ان کامیابیوں کو ہم اپنی زندگی میں حاصل کر سکیں۔

خدا تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ ہمیں اپنے فرائض کے سمجھنے اور تبلیغ کے اصل ذرائع کو سیکھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اپنی اس صداقت کو پھیلانے کی توفیق عطا کرے۔ جو اس نے دنیا کے لئے بھیجی ہے۔

روئداد مجلس مشاورت کے متعلق تصریح

۱۸ اپریل کے الفضل میں مجلس مشاورت کی روئداد کے ذیل میں یہ ذکر ہوا ہے۔ کہ مجلس میں "اس سال کیلئے ۳۵۵۰۰۰ بجٹ منظور ہوا"۔ اس کے متعلق یہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ مجلس مشاورت نے منظور کیا۔ کیونکہ یہ اس کا منصب نہیں ہے۔ جیسا کہ اسکے نام سے ہی ظاہر ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ مجلس میں مشورہ ہونے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے منظور ہوا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غیر احمدیوں کا مقدمہ خارج

احمدی احباب کی باعزت بریت

قادیان کے بعض غیر احمدی جو سلسلہ احمدیہ کی مخالفت کو اپنا ذریعہ معاش خیال کرتے ہیں۔ کئی سال سے قادیان میں ایک جلسہ کرنے لگے ہیں۔ جس کے بہانہ سے ارد گرد کے دیہات سے اپنے گذارہ کے لئے روپیہ اکٹھا کر لاتے ہیں۔ اور اس کے ... جماعت احمدیہ کو اور ادھر ادھر کے بعض ملانوں کو بلا کر جن کا کام ہی اس سلسلہ کو برا بھلا کہنا ہے گالیاں دلوا دیتے ہیں۔ پچھلے سال بھی حسب دستور یہ لوگ قادیان میں اپنی ڈیوٹی پر بلائے گئے۔ اور انہوں نے خوب دل کھول کر جو چاہا کہا۔ جس کو جماعت احمدیہ نے گذشتہ سالوں کی طرح صبر و تحمل سے سنا۔ لیکن اس آخری جلسہ میں شامل ہونے والے بعض غیر احمدیوں نے ۱۹ ۲۰ اپریل ۱۹۲۴ء کی درمیانی شب کو فتنہ انگیزی کی یہ حرکت کی۔ کہ بعض احمدی راہ گذروں کو خصوصیت سے بلا کر گالیاں دیں۔ تو اس کے سلسلہ میں قادیان کے آتشباز (مہر دین) نے جو اس فتنہ کا بانی مبانی ہے۔ کسی کے کہنے کہانے سے یا از خود مذہبی مخالفت کی وجہ سے پولیس میں یہ جھوٹی رپورٹ لکھوائی۔ کہ میر محمد اسحاق صاحب۔ اور میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق وغیرہ نے بلوہ کرا دیا ہے۔ چنانچہ اس رپورٹ پر ایک عرصہ تک پولیس میں تفتیش ہوتی رہی۔ اور بعض غیر احمدی اخباروں اہلحدیث وغیرہ نے یہ غلط اعلان بھی شائع کیا۔ کہ میر قاسم علی صاحب وغیرہ پکڑے گئے ہیں۔ آخر پولیس سے مقدمہ عدالت میں گیا۔ اور مہر دین آتشباز اور دوسرے گواہان استغاثہ ابراہیم بٹالوی وغیرہ کے بیانات شروع ہوئے۔ استغاثہ کی طرف سے ابتدا میں لالہ مولراج صاحب وکیل اور کورٹ انسپکٹر صاحب گورداسپور پیش ہوئے۔ بعد ازاں لالہ مولراج کی جگہ شیخ چراغ الدین صاحب وکیل گورداسپور استغاثہ کی طرف سے پیروی کرتے رہے جنہوں نے استغاثہ کو درست ثابت کرنے میں پورا زور لگایا۔ ہمارے احباب میر محمد اسحاق صاحب و میر قاسم علی صاحب وغیرہ کی طرف سے پیروی کی جوابدہی کے لئے ہر پیشی پر لاہور سے ہمارے مکرم و معظم جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب۔ بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی وبیرسٹر ایٹ لا ہائی کورٹ پنجاب تشریف لاتے رہے اور مقامی وکلاء میں سے جناب بابو سنت رام صاحب۔ اگروال بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی گورداسپوری (جو قابل اور بااخلاق وکیل ہیں) بڑی توجہ سے پیروی کرتے رہے۔ شہادت استغاثہ ختم ہونے کے بعد ۸ رمئی ۱۹۲۵ء کی تاریخ پیشی وکلائے فریقین کی بحث کے لئے مقرر ہوئی۔ استغاثہ کی بحث یہ تھی کہ مہر دین آتشباز اور اس کے ساتھیوں کے بیان سے میر محمد اسحاق صاحب و میر قاسم علی صاحب وغیرہ سب پر فرد جرم لگنا چاہیئے ہمارے وکلاء کی بحث یہ تھی۔ کہ ملزمان بے قصور ہیں۔ اور مہر دین وغیرہ کی شہادت بناوٹی اور ناقابل اعتبار ہے۔ اور ان کی شہادت میں اتنا اختلاف ہے۔ کہ کسی صورت میں بھی جرم ثابت نہیں ہے۔ بحث سماعت کرنے کے بعد عدالت نے فرد جرم کا فیصلہ کرنے کے لئے ۱۱ رمئی مقرر کی تھی۔ چنانچہ ۱۱ رمئی ۱۹۲۵ء کو جناب باوا سوندھا سنگھ صاحب مجسٹریٹ درجہ اول گورداسپور نے (جن کی عدالت میں یہ مقدمہ دائر تھا) یہ فیصلہ سنایا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق اور میر محمد اسحاق صاحب مولوی فاضل۔ اور جناب عبد العزیز خاں صاحب انسپکٹر مدارس احمدیہ۔ اور شیخ محمد صاحب سب انسپکٹر زمیندارہ بنکس منٹگمری۔ اور منشی فخر الدین صاحب مالک کتاب گھر قادیان کے خلاف جو مقدمہ بلوہ کیا گیا۔ اس میں یہ سب بری قرار دیئے گئے ہیں۔ اور ان کے خلاف کوئی جرم ثابت نہیں ہوا (مفصل فیصلہ نقل ملنے پر شائع کیا جائے گا)۔ باقی دو لڑکوں سید عبد اللہ ولد سید عزیز الرحمٰن صاحب اور عبد الرحمٰن پسر حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب سے بھی الزام بلوہ دور ہو گیا ہے۔ صرف دفعہ ۳۲۳ تعزیرات ہند کا فرد جرم ان پر لگایا گیا ہے۔ جس میں شہادت صفائی وغیرہ ان کی طرف سے پیش ہوگی۔ احباب دعا کریں۔ کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے دوسرے احباب پر اپنا فضل فرمایا ہے۔ اور دشمنوں کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا ہے۔ اسی طرح ان دو نوجوانوں (سید عبد اللہ و عبد الرحمٰن) کو بھی اپنے فضل سے محفوظ و مصئون فرمائے۔ اور مکرم و معظم جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب بیرسٹر ایٹ لا جو ہر پیشی پر لاہور سے محض خدا کی رضا حاصل کرنے کی غرض سے پیروی مقدمہ کے لئے گورداسپور تشریف لاتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر بھی اپنا بہت بہت فضل دنیا و آخرت میں نازل فرمائے۔ جناب چوہدری صاحب موصوف نہایت ہی شکریہ کے مستحق ہیں۔ کہ سلسلہ کے متعلق قانونی خدمات نہایت سرگرمی اور توجہ سے ادا فرماتے رہتے ہیں۔ اور نہ صرف اپنا قیمتی وقت ایسے کاموں میں صرف کرتے ہیں۔ بلکہ اپنی آمد و رفت کے اخراجات بھی اپنے پاس سے صرف فرماتے ہیں۔ اسی طرح جناب مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ جو اپنے قانونی مشوروں سے امداد فرماتے رہے۔ اور ہر پیشی پر تشریف لے جاتے رہے۔ خدا تعالیٰ ان سب اصحاب کو جنہوں نے کسی نہ کسی رنگ میں امداد دی جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

اشتہار

تریاق چشم (رجسٹرڈ)

کی

بارہا آزمائش کے بعد

پروفیسر ایم۔ ایس۔ سی کی تازہ ترین تصدیق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(پرنس آف ویلز کالج۔ جموں ریاست۔ ۲۵ رفروری ۱۹۲۵ء)

مکرم میرزا صاحب۔ السلام علیکم۔ آپ کا تیار کردہ سرمہ تریاق چشم میری بارہا آزمائش کے بعد نہایت ہی اکسیر ثابت ہوا ہے۔ چنانچہ اسکی خوبی اور فوائد خود دیکھنے کے بعد میں یہ چند سطور رقم کرتا ہوں مجھے اور عزیز سلیم کو پچھلے دنوں آنکھوں کی تکلیف کی شکایت ہو گئی تھی۔ اس کے استعمال سے ہمیں بے حد فوری فائدہ ہوا۔ گویا کہ فی الحقیقت تریاق چشم ہے۔ میں نے یہ سرمہ اپنے چند ایک احباب کو استعمال کے لئے تجویز کیا تھا۔ وہ بھی اس کے بے حد مداح ہیں۔ حال ہی میں میرے ایک کولیگ پروفیسر کے بچوں کو گکروں کی شدید شکایت تھی۔ اور ہر قسم کے علاج اور معالجہ سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ میں نے یہ سرمہ چند ایک سلائی کیلئے ان کو دیا۔ فی الواقع اس کے زود اثر ہونے کے باعث وہ بھی اس کے گرویدہ ہیں۔ آپ کو اس کا موجد ہونے پر فخر ہونا چاہیئے۔ اور چنانچہ ہدیہ مبارک قبول کریں۔ والسلام

راقم شیخ اکرام اللہ۔ ایم۔ ایس۔ سی (پنجاب) ایف۔ سی ایس۔ لنڈن) پرنس آف ویلز کالج جموں

(نوٹ از اخبار وکیل امرتسر مورخہ ۲۸ رفروری ۱۹۲۵ء)

سرمہ تریاق چشم گکروں کے لئے نہایت مجرب اور نفع بخش دوائی ہے۔ میرزا حاکم بیگ صاحب موجد تریاق چشم گڑھی شاہ دولہ صاحب گجرات پنجاب سے مل سکتا ہے۔ قیمت صہ فی تولہ محصولڈاک علاوہ۔ سرمہ کی بیش بہا خوبیوں کے لحاظ سے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے۔ (مینجر وکیل امرتسر)

المشتہر

خاکسار میرزا حاکم بیگ احمدی

موجد تریاق چشم۔ گڑھی شاہ دولہ صاحب (پنجاب)

(منشی عبد الرحمٰن صاحب کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)